عند ذکر الصالحین تتنزل الرحمۃ

(الامام سفیان بن عیینۃ رحمہ اللہ)

عظمتوں کا قافلہ

اکابر کے حالات و واقعات پر

مشتمل ایک پُر مغز تقریر

افادات

مفکر ملت حضرت اقدس مولانا عبد اللہ صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہ

حسب ایماء

حضرت مولانا اسماعیل پٹیل صاحب کاپودروی دامت برکاتہم

مرتب

خلیل احمد قاضی

خادم مدینہ اکیڈمی، ڈیوزبری، انگلینڈ

ناشر

مدینہ اکیڈمی

ڈیوزبری، انگلینڈ

عندَ ذِكرِ الصَّالِحينَ تَنزِلُ الرَّحمَةُ.

[الإمام سفیان بن عیینة رحمه الله]

عظمتوں کا قافلہ

اکابر کے حالات وواقعات پر مشتمل ایک پُرمغز تقریر

﴿افادات﴾

مفکر ملت حضرت اقدس مولانا عبد اللہ صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہ

﴿حسب ایماء﴾

حضرت مولانا اسماعیل پٹیل صاحب کاپودروی دامت برکاتہم

﴿مرتب﴾

خلیل احمد قاضی

خادم مدینہ اکیڈمی ڈیوزبری، انگلینڈ

﴿ناشر﴾

مدینہ اکیڈمی

ڈیوزبری، انگلینڈ

تفصیلات

کتاب کا نام: عظمتوں کا قافلہ

افادات: مفکرِ ملت حضرت اقدس مولانا عبد اللہ صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہ

حسب ایماء: حضرت مولانا اسماعیل پٹیل صاحب کاپودروی دامت برکاتہم

مرتب: مولانا خلیل احمد قاضی صاحب

تبییض/سیٹنگ: مفتی امتیاز حافظی صاحب

صفحات: ۲۶

سن اشاعت: ربیع الآخر ۱۴۴۳ھ مطابق نومبر ۲۰۲۱ء

ناشر: مدینہ اکیڈمی ڈیوزبری، انگلینڈ

* * * * *

ملنے کا پتہ

مدینہ اکیڈمی، ڈیوزبری، انگلینڈ

Madina Academy

Swindon Road, Dewsbury, West Yorkshire, WF13 2PA, England

Tel: 00 44 1924 731007 / Email: publications@madinaacademy.org.uk

Website: madinaacademy.org.uk

فہرست مضامین

حرفِ آغاز

مولانا خلیل احمد قاضی صاحب
بانی و مہتمم مدینہ اکیڈمی ڈیوزبری، انگلینڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کو اوصافِ کاملہ، اخلاقِ فاضلہ اور حسن کردار کا جامع بنا کر انسانیت کے لیے مبعوث فرمایا اور اپنے کلام مجید میں آپ ﷺ کی ذات با کمال کو جملہ انسانیت کے حق میں اسوہ حسنہ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُولِ اللہِ أُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ الآیۃ۔

سرکار دوعالم ﷺ کے متبعین اور عاشقین میں نبوی اوصاف و اخلاق اور کردار کا عکس بخوبی نظر آتا ہے، انھیں خوش بخت حضرات میں سے ہمارے اکابر علماء دیوبند بھی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی اشاعت و تبلیغ اور اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کی سنتوں کے احیاء و ترویج کی خدمت کا عظیم کام لیا اور لے رہے ہیں۔ اِن مبارک ہستیوں کے احوال پڑھنے سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ حضرات بہمہ وجوہ علوم نبویہ کے حاملین و وارثین اور سنن ہادیہ کے متبعین و عاشقین کہلانے کے مصداق ہیں، بقول شاعر مشرق علامہ اقبالؒ ؎

انھیں کی شان کو زیبا نبوت کی وراثت ہے
انھیں کا کام ہے دینی مراسم کی نگہبانی

زیر نظر کتابچہ انھیں بلند اقبال حضرات کے اُن دل پذیر واقعات اور روح پرور احوال پر مشتمل ہے جن کا مشاہدہ مفکر ملت حضرت اقدس مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہ

نے بچشم خود فرمایا تھا اور انھیں آپ والاؒ نے ۱۴۳۷/ ۲۰۱۵ میں اپنے دورۂ برطانیہ کے موقع پر ہمارے استاذ محترم حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب مدظلہ کے قائم کردہ ادارہ ''اسلامک دعوہ اکیڈمی''، لیسٹر میں منعقد ہفتہ واری اصلاحی مجلس میں علماء، طلبہ اور کثیر تعداد میں شریک فرزندان اسلام کے سامنے بیان فرمایا تھا۔

حضرت مفکر ملتؒ کے صاحب زادے اور جانشین، ''خیر خلف لخیر سلف'' کے سچے مصداق حضرت مولانا اسماعیل پٹیل صاحب کاپودروی مدظلہ کی توجہات اور حوصلہ افزائی کی برکت سے اِس علمی و روحانی وعظ کو مرتب و معنون کر کے کتابچہ کی شکل میں شائع کرنے کی سعادت نصیب ہوئی، آپ نے مزید ذرہ نوازی فرماتے ہوئے کتابچہ کے شروع میں چند دعائیہ کلمات بھی تحریر فرما دیے، فجزاھم اللّٰہ خیر الجزاء۔

بندہ اپنے عزیز محترم مولانا عظیم الدین صاحب ارنالوی کا بے حد ممنون ہے جنھوں نے اس صوتی وعظ کو ضبط بالقلم کیا، نیز اپنے بہنوئی مفتی امتیاز حافظی صاحب کا بھی شکر گزار ہے جنھوں نے مسودہ کی تبییض اور سیٹنگ کر کے اسے طباعت کے مرحلہ تک پہنچایا۔

اخیر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اکابر علماء دیوبند کی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کے فیوض و برکات سے امت کو تا قیامت مستفیض فرماتا رہے، وما ذٰلک علی اللّٰہ بعزیز۔

خلیل احمد قاضی

خادم مدینہ اکیڈمی ڈیوز بری، انگلینڈ

۱۵/ ربیع الاول ۱۴۴۳ھ - ۲۲/ اکتوبر ۲۰۲۱ء

دعائیہ کلمات

حضرت مولانا اسماعیل پٹیل صاحب کاپودروی دامت برکاتہم

جانشین وخلیفہ مفکر ملت حضرت اقدس مولانا عبداللہ صاحب کاپودرویؒ

باسمہ تعالیٰ

والد بزرگ وار، حضرت مفکر ملت علیہ الرحمۃ کو باری تعالی نے اخاذ طبیعت اور اثر پذیر دل عطا فرمایا تھا۔ اکابر ومشائخ کی صحبت اٹھانے اور ان سے کسبِ فیض کا والہانہ شوق اس پر مستزاد! ان متعدد تعمیری عناصر کے بروئے کار آجانے کے سبب حضرت والد مرحوم کا کردار وعمل سیرتِ اکابر کا عکس جمیل، آپ کا قلب ان کے احوال کا امین نیز آپ کی زبان ان کی سوانح کی ترجمان تھی، اس بات کی شہادت ہر وہ شخص دیگا جسے حضرت والا کی صحبت میسر آئی ہو یا آپ کے بیانات سننے، پڑھنے کا موقع ملا ہو۔ آپ کی ہمیشہ یہ سعی رہی کہ حال کو ماضی سے اور موجودین کو مرحومین سے مربوط رکھا جائے؛ تاکہ یہ قیمتی اثاثہ زمانے کی سِلوَٹوں میں گم ہو کر نہ رہ جائے۔

اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے محب گرامی، حضرت مولانا خلیل احمد قاضی صاحب زید مجدہ کو، کہ انھوں نے حضرت والاؒ کے اس مشن کو ایک انتہائی پُر مغز اور چشم کشا وعظ (جو اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، انگلینڈ میں ایک جمِ غفیر کے سامنے کیا گیا تھا) کی جمع و ترتیب اور اشاعت کے ذریعے آگے بڑھا کر حضرت والاؒ کے پیغام کو عام کرنے میں اپنا

قیمتی تعاون پیش فرمایا۔خدا کا صد شکر کہ اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر میں ۱۴۴۳؁ھ / ۲۰۱۵؁ء میں کیا گیا وہ قیمتی وعظ اب قارئین کے ہاتھوں کی زینت ہے۔

دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالی اس کاوش کو شرفِ قبول بخش کر خلق کثیر کو اس سے نفع پہونچائے اور مولانا محترم کے قلم کو سدا بہار اور تازہ رکھ کر مزید خدمات کی توفیق و سعادت سے ہم کنار فرمائے۔

دعا گو

اسماعیل ابن مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی

حال مقیم: کینیڈا

مورخہ: ۲۱ / ربیع الاول ۱۴۴۳؁ھ - ۲۸ / اکتوبر ۲۰۲۱؁ء

عظمتوں کا قافلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ افتتاحیہ

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين، سيدنا ومولانا محمد وعلى آله وأصحابه وأتباعه وعلماء أمته أجمعين إلى يوم الدين، أما بعد!

ذکرِ صالحین نزولِ رحمت کا باعث ہے

قابلِ احترام علماءِ کرام، بزرگو اور میرے عزیز دوستو!

مجھے معلوم ہوا کہ یہ مجلس ہر جمعہ کو بعد نمازِ جمعہ ہوتی ہے، یہ نہایت مفید مجلس ہے، جس مجلس میں اللہ والوں کا تذکرہ ہوتا ہے اُس مجلس والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، تَنزِلُ الرحمةُ عِندَ ذِكرِ الصالِحِين (۱) صالحین کا جہاں تذکرہ ہوتا ہے، وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور اس کا احساس بہت کم لوگوں کو ہوتا ہے، یہ ایک عجیب بات ہے۔

حضرت مسیح الامتؒ کا کاپودرا گاؤں میں نورانیت کا احساس

حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادیؒ گجرات تشریف لائے تو ہم

(۱) رواه الإمام أحمد في الزهد (ص:۳۲۸) عن أبيه عن سفيان بن عيينة.

نے اپنے گاؤں میں بھی دعوت دی کہ حضرت! چھوٹا سا گاؤں ہے، ہمارا جی چاہتا ہے کہ آپ وہاں بھی تشریف لائیں، حضرتؒ نے منظور فرمایا۔ عصر کے بعد مسجد میں حضرتؒ کی کچھ باتیں ہوئیں، ملفوظات تھے یا تقریر، اطراف سے بھی لوگ آئے تھے۔ نماز کے بعد جب باہر نکلے اور محلے سے گذرے تو حضرتؒ پر عجیب کیفیت تھی اور ایک جگہ پر کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ بہت کھلا ہوا گاؤں ہے اور ذکر کرنے کا جی چاہتا ہے۔

میں اس پر حیران ہوا اور حضرتؒ سے یہ عرض کیا کہ حضرت! یہ جو مکان ہے، وہ میرے پھوپھا کا مکان تھا اور ہمارے پھوپھا کا تعلق حضرت اقدس تھانویؒ کے ساتھ تھا، وہ مولوی نہیں تھے؛ لیکن اردو بہت اچھی جانتے تھے۔ ان کا معمول یہ تھا کہ روزانہ ظہر کی نماز کے بعد اپنے گھر کے باہر چبوترے (اوٹلے) پر بیٹھتے تھے اور میرے والد صاحب اور دوسرے پانچ دس آدمی جن کا تعلق بھی حضرت تھانویؒ سے تھا، وہ بھی وہاں جا کر بیٹھ جاتے، پھر وہاں حضرتؒ کے مواعظ پڑھے جاتے تھے، سالہا سال تک یہ معمول اِس گھر میں رہا اور ہمارے پھوپھا بڑے بہترین انداز میں مثنوی شریف پڑھتے تھے اور اس کا مفہوم سمجھاتے تھے۔

یہ بات میں نے حضرت مسیح الامتؒ سے عرض کی، حضرت اسی مکان کے پاس سے گذر رہے تھے جس مکان میں کئی سال تک حضرت تھانویؒ کے مواعظ پڑھے گئے ہیں تو فرمانے لگے کہ ہاں! اب میری سمجھ میں آیا، ورنہ میں سوچ رہا تھا کہ یہاں یہ نورانیت کہاں سے آئی؟

ہم بھی اسی گاؤں میں رہتے تھے، بہت سے لوگ آتے ہیں؛ لیکن ہمیں اس کا احساس تک نہیں ہوا اور حضرت مولانا محمد مسیح اللہ صاحبؒ تشریف لائے اور وہاں آتے ہی اس نورانیت کا احساس کرلیا اور کہنے لگے کہ یہاں ذکر کرنے کا جی چاہتا ہے۔

دلوں کا میل دور کرنے کا بہترین ذریعہ

یہی بات میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جن مجلسوں میں اللہ والوں کا ذکر ہوتا ہے، وہ بڑی عجیب وغریب مجالس ہوتی ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور یہ مجلسیں آج کل بہت ضروری ہیں؛ کیوں کہ ہمارے دلوں پر دنیا کی محبتوں کا غلبہ ہوگیا ہے، ہمارے دل ہمیشہ دنیا کے مال ومتاع اور اسباب کی طرف دوڑتے رہتے ہیں جس سے ایک قسم کا میل ہمارے دلوں پر آجاتا ہے اور اس میل کو دور کرنے کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ ہم وقتاً فوقتاً اللہ والوں کا ذکر کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم ان کی باتوں اور حالات کو سنیں اور اپنی ذاتوں کے بارے میں غور کریں کہ ان حضرات کے حالات تو اتنے رفیع اور بلند تھے، ہم کس درجے پر ہیں؟۔

حضرت حافظ غلام حبیب صاحب نقشبندیؒ سے ہندوستان آمد کی درخواست

ایک مرتبہ میں ری یونین (Reunion) گیا تھا تو حضرت حافظ غلام حبیب صاحب نقشبندیؒ - یہ حضرت پیر ذوالفقار صاحب دامت برکاتہم جو دنیا کے مختلف ملکوں میں جاتے ہیں اور جن کی پورے عالم میں بڑی شہرت ہے، یہ ان کے شیخ ہیں- وہ بھی وہاں

تشریف لائے ہوئے تھے،ایک جگہ ہم دعوت میں ساتھ میں بیٹھے ہوئے تھے،میں نے گفتگو کے دوران حضرت سے عرض کیا کہ حضرت! جی چاہتا ہے کہ آپ ہندوستان بھی تشریف لائیں تو حافظ صاحب نے کہا: ان شاء اللہ! ۔لوگ سمجھے کہ ہم لوگ اس طرح عام طور پر کہتے ہی رہتے ہیں،اسی انداز میں حضرت نے بھی کہا ہوگا۔

حضرت حافظ غلام حبیب صاحب نقشبندیؒ کی ہندوستان آمد

لیکن حضرت نے اس بات کو یاد رکھا اور پروگرام بنالیا،ہمیں تو پتہ بھی نہیں،ہمارے یہاں مدرسے میں سالانہ جلسہ تھا جس میں حضرت شیخ مولانا رضا اجمیری صاحبؒ ،حضرت مولانا رفیق احمد صاحب جلال آبادیؒ اور دوسرے بڑے اکابر بھی مدعو تھے،یہ سارے حضرات مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں،پوری مسجد بھری ہوئی ہے،ایک بچہ میرے پاس دوڑتے ہوئے آیا اور کہنے لگا کہ حاجی یوسف راوت کے ماموں آئے ہوئے ہیں،میں نے ان سے کہا کہ بھائی! میں یہاں جلسے میں بیٹھا ہوا ہوں،آپ حاجی یوسف کے ماموں کو بھی یہاں جلسے میں لے آئیے۔بچہ چلا گیا پھر دوبارہ آیا اور کہنے لگا کہ ان کے ساتھ کوئی اور صاحب بھی ہیں،مجھے معلوم تھا کہ حاجی یوسف کے کوئی ماموں ہیں ہی نہیں؛ کیوں کہ میں ری یونین جاتا رہتا تھا،اس لیے ان کے گھرانے سے واقف تھا؛لیکن اس بچے کی سمجھ ہی میں نہیں آیا،دراصل حضرتؒ کے ساتھ حاجی یوسف کا بھانجہ آیا ہوا تھا۔

علماء کی عظمت واحترام کا عجیب واقعہ

بچے نے آکر کہا کہ ان کے ساتھ کوئی بزرگ ہیں اور ان کے ہاتھ میں کوئی بڑا

ساؤنڈ ابھی ہے۔ یہ سن کر میں سمجھ گیا کہ یہ تو حافظ غلام حبیب صاحب ہی ہوں گے کہ وہ بڑی سی لاٹھی، عصا اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے، بڑے وجیہ آدمی تھے، سر پر عمامہ باندھتے تھے، میں نے باہر نظر کی تو وہ بالکل پچھلے دروازے کے پاس کھڑے تھے، میں بغیر چپل پہنے دوڑا اور پہنچتے ہی میں نے مصافحہ اور معانقہ کیا پھر میں نے کہا کہ حضرت! آپ تھوڑا سا ناشتہ کر لیں، پھر میں دو آدمیوں کے ساتھ آپ کو جلسے میں بلوا لیتا ہوں تو حضرت نے فرمایا کہ نہیں، جلسہ شروع ہو چکا ہے، اکابر بیٹھے ہوئے ہیں، ہم ناشتہ نہیں کریں گے، ہم جلسے میں شرکت کریں گے۔

دیکھیے! ان کے دل میں علماء کی کیسی قدر و قیمت ہے، وہ جلسے میں تشریف لائے اور میں نے دیکھا کہ تین گھنٹے تک حضرت ؒ دو زانو بیٹھے رہے، اس لیے کہ وہاں حضرت مولانا رضا اجمیری صاحب ؒ اور حضرت مولانا رفیق احمد صاحب ؒ موجود تھے اور حضرت فرما رہے تھے کہ یہ محدث لوگ ہیں، میں نے تین گھنٹے مسلسل حافظ غلام حبیب صاحب ؒ کو اس طرح دو زانو بیٹھے ہوئے دیکھا، جس طرح ہم نماز کے قعدہ میں بیٹھتے ہیں، علماء کا ایسا ادب فرماتے تھے۔

طلبہ کی عظمت و احترام کا عجیب واقعہ

جلسہ ختم ہو گیا اور حضرت ؒ نے قرآن شریف ہاتھ میں لے کر بیان بھی بہت عمدہ کیا، اس کے بعد مدرسے میں تو چھٹی ہو گئی، میں نے سوچا کہ جب حضرت اتنا طویل سفر کر کے آئے ہیں تو ہم انھیں ہمارے مدارس بھی دکھلا دیں، چنانچہ ہم انھیں لے کر ڈابھیل

گئے۔ڈابھیل مدرسے میں ہم مسجد کی سیڑھیوں پر چڑھ رہے تھے، وہاں طلبہ کی جوتیاں بہت بڑی تعداد میں موجود تھیں تو حضرت کے ساتھ چار پانچ خُدّام تھے، ان میں سے ایک آگے بڑھے اور انھوں نے ان جوتیوں کو پیر سے ہٹایا؛ تاکہ حضرت اپنی جوتیاں رکھ سکیں، میں نے دیکھا کہ حافظ صاحبؒ کا چہرہ سُرخ ہوگیا اور غصے کے عالم میں فرمایا کہ بھلے آدمی! تم اِن مہمانانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جوتیوں کو پیر سے ہٹاتے ہو؟! یہ جوتیاں اس قابل ہیں کہ ان کو روزانہ اپنے سر پر رکھا جائے، تمھیں اس کا احساس نہیں۔ یہ سن کر میرا دل ہل گیا اور سوچنے لگا کہ یا اللہ! اِن حضرات کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی کتنی عظمت ہے کہ انھوں نے یہ سوچا کہ مدرسے میں حدیث پڑھنے والے یہ طلبہ اللہ کے رسول ﷺ کے مہمان ہیں، یہ ضیوف النبی ﷺ ہیں، اس نسبت کی وجہ سے ان بچوں کا احترام حضرت کے دل میں اس قدر زیادہ ہے کہ ان سے یہ برداشت نہیں ہوا کہ ان کی جوتیوں کو پیروں سے ہٹایا جائے اور کہا کہ جن جوتیوں کو تم پیر سے ہٹاتے ہو، یہ تو اس قابل ہیں کہ ان کو سر پر رکھا جائے، ان حضرات کے دلوں میں حدیث کے طلبہ کی یہ عظمت تھی۔

نسبت کا احترام

ابھی بزرگوں کے واقعات پڑھے جا رہے تھے، یہ اللہ والوں کی ایک بات ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ کے ساتھ جس چیز کی تھوڑی سی بھی نسبت ہوتی تھی، ہم اس کو سمجھ نہیں سکتے کہ وہ اس چیز کو کس انداز میں دیکھتے تھے، اس نسبت کا احترام ہمارے دلوں سے کم ہوگیا؛ اس لیے وہ برکتیں بھی ہمیں نہیں مل رہی ہیں جو ان حضرات کو ملتی تھیں۔ یہ تو ہمارے دور کا

واقعہ ہے، ہم نے حضرتؒ کو بذات خود دیکھا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ اور اتباعِ سنت

ہم نے حضرت مدنیؒ کو بھی دیکھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی ایک چھوٹی سے چھوٹی سنت کو بھی نہیں چھوڑتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت مدنیؒ گجرات کے ایک گاؤں کو ساڑی تشریف لائے، اس زمانے میں وہاں بجلی نہیں تھی، اسٹیشن سے حضرتؒ کو بیل گاڑی میں کوساڑی لے آئے، حضرت مدنیؒ کا نام سن کر اطراف سے بہت سے لوگ کوساڑی آئے تھے، جلسہ ہوا اور رات بہت دیر سے شاید سوا ایک بجے جلسہ ختم ہوا، حضرتؒ ضعیف تھے، اسّی سال کی عمر تھی اور اس زمانے میں حضرتؒ کو گھٹنے میں بہت تکلیف تھی، جلسے کے بعد حجرے میں تشریف لائے، بہت سے لوگ ساتھ میں تھے، لوگوں نے تھوڑی دیر تک حضرتؒ کی خدمت کی، حضرتؒ انکار فرماتے رہے کہ ارے بھائی! کیوں شرمندہ کرتے ہو، چلے جایئے۔ تھوڑی دیر کے بعد میزبان حافظ صاحب نے لوگوں سے کہا کہ اب چلے جایئے، اب حضرتؒ آرام کریں گے۔

میں اس واقعے کا عینی شاہد ہوں اور اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوا واقعہ آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں۔ میں نے حافظ صاحب سے کہا کہ حافظ صاحب! آپ مجھے اس کمرے میں لیٹنے دیجئے۔ حافظ صاحب نے کہا کہ نہیں، حضرتؒ ناراض ہوں گے، میں نے کہا کہ میں تو ایک کونے میں پڑا رہوں گا۔ اس وقت میں ڈابھیل کا ایک طالب علم تھا، حافظ صاحب کا دل نرم ہوا اور کہا کہ ایک کونے میں سو جاؤ؛ لیکن کھانسنا مت، پھر انھوں نے لالٹین کو کچھ

ہلکا کیا اور لوگ باہر چلے گئے۔

اب میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت مدنیؒ کا کیا معمول ہے، پہلا کام جو آپ نے کیا وہ یہ تھا کہ آپؒ نے فرمایا کہ حافظ جی! اس بستر کو لپیٹ کر نیچے رکھ دو۔ گدّا بچھایا ہوا تھا، اس پر عمدہ سی چادر بچھائی گئی تھی، جیسے مہمان آتے ہیں تو عمدہ چادریں بچھائی جاتی ہیں، نرم تکیے رکھے جاتے ہیں، ہر جگہ ایسا ہوتا ہے اور گجرات والوں کو تو اس کی خاص عادت ہے۔

حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ حافظ جی! یہ بستر لپیٹ کر نیچے رکھ دو۔ حافظ صاحب نے وہ بستر لپیٹا اور تکیے بھی لے لیے، اس کے بعد فرمایا کہ میں دیوبند سے اپنا بستر لایا ہوں، وہ لے آؤ۔ وہ بستر کیا تھا؟ ایک موٹی چادر تھی، اردو والے اس کو دوتئی کہتے ہیں، اور چمڑے کا چھوٹا سا تکیہ تھا جس کے اندر کھجور کی چھالیں بھری ہوئی تھیں، وہ چادر بچھائی، اس پر تکیہ رکھا پھر حضرتؒ نے سرمہ دانی نکالی اور آنکھوں میں سرمہ لگایا جو کہ سوتے وقت مسنون ہے، اس کے بعد حضرتؒ اس پر لیٹ گئے۔

اللہ اکبر! یہ اسّی سال کا بڈھا اور ضعیف آدمی ہے، سفر میں آیا ہے اور نرم بستر پر سونا نہیں چاہتا، وہی دوتئی اور چمڑے کا تکیہ ان کا بستر ہے۔ ہم لوگ تو بس تقریریں کرتے ہیں؛ لیکن اعمال تو ان کے پاس تھے، یہ اللہ والے ہماری آنکھوں کے دیکھے ہوئے ہیں۔

میں لیٹ گیا، اس وقت میں کم عمر تھا، شاید دورے یا مشکوۃ میں تھا، آنکھ لگ گئی، ساڑھے تین بجے مجھے کچھ آوازیں آنے لگیں، میں نے سوچا کہ کاہے کی آوازیں ہیں، پہلی مرتبہ تو میں نے کوئی توجہ نہیں دی پھر دوبارہ آواز آئی تو میں بیٹھ گیا اور کیا دیکھ رہا ہوں

کہ حضرت مدنیؒ سجدے کے اندر سسک سسک کر رو رہے ہیں اور سینے میں سے ایک آواز نکل رہی ہے۔

حدیث شریف میں مَیں نے ایک لفظ پڑھا تھا ”ولِجَوفِهِ أزِيزٌ كأزِيزِ المِرجَل مِنَ البُكاء“ کثرتِ بکاء کی وجہ سے حضور ﷺ کے سینۂ مبارک سے آواز نکل رہی تھی، جو ہانڈی کے ابلنے کی آواز کی طرح تھی۔(۱) جب ہانڈی چولہے پر رکھی جاتی ہے اور اس میں پانی ابلتا ہے تو اس سے ایک مخصوص آواز آتی ہے، اِس طرح کی آواز آقائے نامدار ﷺ کے قلبِ مبارک سے نکلتی تھی۔

ہم لوگوں نے یہ الفاظ پڑھے تھے؛ لیکن اس کا مصداق سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ کیسی آواز ہوتی ہوگی؛ لیکن جب اُس رات حضرت مدنیؒ کو میں نے اس کیفیت کے ساتھ دیکھا تو میں نے کہا: هٰذا أزِيزٌ كَأزِيزِ المِرجَل۔

اسیّ سال کا بڈھا جو ایک بجے دینی پروگرام ختم کر کے آتا ہے پھر سوتا ہے اور نرم بستر بھی اٹھوا دیتا ہے اور ساڑھے تین بجے امّت کے لیے مصلے پر رو رہا ہے۔

اہل اللہ کے احوال ہمارے لیے میزان ہیں

میرے دوستو! یہ ہمارے اکابر ہیں جن کا ذکرِ خیر کرنے سے ہمارے دلوں میں تبدیلیاں آتی ہیں، یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کا ذکر آتا ہے تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ ہم کس درجے پر ہیں اور یہ حضرات کس بلند درجوں پر تھے، ان کے ذکر سے ہم اپنے آپ کو ناپ

(۱) أخرجه أبو داود في سننه، رقم الحديث: ۹۰٤ و الترمذي في الشمائل المحمدية، رقم الحديث: ۳۲۳

سکتے ہیں کہ ہم لوگ کہاں پر ہیں اور یہ لوگ کہاں پر تھے۔

حضرت مسیح الامتؒ اور لوگوں کا احترام

حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادیؒ کے حالات بھی ایسے ہی عجیب وغریب ہیں۔کمرے میں اگر ایک آدمی بھی جاتا تو اس کے احترام میں حضرت سوتے نہیں تھے۔مجھے بھائی جان (حضرت مولانا صفی اللہ خان صاحب، فرزند حضرت مسیح الامتؒ) نے کہا کہ کوئی ایک آدمی بھی بیٹھا ہوگا تو حضرتؒ بستر پر نہیں جائیں گے، جب سب باہر چلے جاتے تو حضرت تھوڑی دیر کے لیے لیٹتے تھے۔

اللہ والوں کا معاملہ تو ایسا ہے کہ جب ہم ان کے ساتھ ہوتے ہیں تو ہمیں اپنے سارے عیوب اپنی آنکھوں کے سامنے آتے رہتے ہیں، اس لیے کہتے ہیں: تَنزِلُ الرَّحمةُ عِندَ ذِكرِ الصالِحِين۔

دلوں پر زنگ چڑھتا ہے

یہ بہت قیمتی مجلسیں ہیں جن میں اللہ والوں کا ذکر ہوتا ہے، اس کی وجہ سے انسان کے دل کی کایا پلٹ جاتی ہے، جیسے حدیث شریف میں آقائے نامدار ﷺ نے ارشاد فرمایا: إنَّ هذه القلوبَ تَصدَأُ كَما يَصدَأُ الحَديدُ إذا أَصابَه المَاءُ(۱) انسان کے دل پر بھی میل چڑھ جاتا ہے، جیسا کہ لوہے کے اوپر پانی لگنے سے زنگ چڑھ جاتا ہے، لوہے کو صیقل کرنا پڑتا ہے، ریتی والے کاغذ سے گھسنا پڑتا ہے تب جا کر اس کا زنگ دور ہو جاتا

(۱) رواه البيهقي في شعب الإيمان، رقم الحديث: ١٨٥٩

ہے اور وہ پھر سے چمکنے لگتا ہے۔

اسی طرح ہمارے دلوں پر زنگ چڑھ جاتا ہے، بازار گئے تو زنگ چڑھ گیا، کسی مجلس میں بیٹھے تو دل پر دھبہ آگیا۔ حضرت جی مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ اس صدی کے مجدد تھے، ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے لاکھوں انسانوں کے ایمان کو مضبوط بنایا، ہم لوگ تو دنیا کے کونے کونے میں جاتے ہیں اور اس کے اثرات دیکھتے ہیں۔

حضرت جی مولانا الیاس صاحب کاندھلویؒ کے تبلیغی کارناموں کے دُوررَس اثرات

میں امریکہ کے ایک جلسے میں گیا تھا، وہاں پانچ ہزار کا مجمع تھا، میں نے دیکھا کہ ایک صاحب ننگے پیر اِدھر سے اُدھر جارہے ہیں، عمامہ سر پر باندھا ہوا ہے۔ میں ان کو دیکھ کر سمجھا کہ کسی مدرسے میں پڑھاتے ہوں گے یا کسی مسجد کے امام ہوں گے، میں نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ آدمی بہت دیر سے دوڑ دھوپ کر رہے ہیں، یہ کون ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ یہ یہاں کا بہت بڑا سرجن (Surgeon) ہے اور دعوت کے کام میں لگنے سے اس کی یہ کیفیت ہوئی ہے۔ اُس وقت مجھے احساس ہوا کہ دہلی میں بیٹھ کر حضرتؒ نے جو کام شروع کیا تھا، اس کا اثر آج ہزاروں میل تک پھیل چکا ہے۔

صحبت صالحین: زنگ آلودہ قلوب کا صیقل

لیکن حضرتؒ کو اپنے دل کی صفائی کا کیسا خیال تھا؟ کبھی میوات وغیرہ کے تبلیغی دورے پر نکلتے اور جب دس، پندرہ دن کے بعد واپس آتے تو فرماتے کہ بھائی! چلو سہارنپور شیخ الحدیث (مولانا محمد زکریا) صاحب کے پاس جائیں اور کبھی فرماتے کہ

رائے پور (حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ کے یہاں) چلے جائیں، کیوں کہ دل پر کچھ میل سا آگیا ہے، حالاں کہ وہ دعوت کے کام سے باہر نکلتے تھے؛ لیکن چوں کہ اس سفر کے درمیان بہت سی جگہوں پر گھومنا ہوتا اور مختلف قسم کے لوگوں سے ملنا جلنا ہوتا، اس لیے وہ فرماتے کہ ہمارے دل پر میل آگیا اور پھر اس میل کو دور کرنے کے لیے رائے پور خانقاہ میں چلے جاتے اور دو تین دن وہاں قیام فرماتے تھے؛ تاکہ دل صاف ہوجائے، اس کا میل دور ہو جائے۔

ذکر صالحین زندگی میں انقلاب کا سبب ہے

معلوم ہوا کہ ہمارے دلوں کا زنگ دور کرنے کے لیے ایسی مجلسیں بہت ضروری ہیں۔ جو لوگ ان مجلسوں سے دور رہتے ہیں اور محروم رہتے ہیں، یہ ان کی بدقسمتی ہے اور بطور خاص اِس دور میں تو دنیا میں ایسی چیزوں کی بہتات ہوگئی ہے جو ہمیں دنیا کی طرف راغب کرکے آخرت کی فکر سے ہٹانے والی ہیں، اس لیے اِن حالات میں ان مجلسوں کی اہمیت اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ ہم ان مجلسوں میں شرکت کرکے اللہ والوں کا تذکرہ سنیں اور اپنے دلوں پر دنیا کا جو میل کچیل چڑھا ہے، اس کو دور کریں، کیوں کہ ان اللہ والوں کا تذکرہ سن کر ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ بھی ہماری ہی طرح کے انسان تھے، پھر بھی انھوں نے کیسی زاہدانہ اور دنیا سے بیزار رہ کر زندگی گذاری۔

حضرت مدنیؒ اور تواضع

حضرت مدنیؒ نے کبھی پسند نہیں فرمایا کہ کوئی ان کو پنکھا جھلے، سختی کے ساتھ منع

فرماتے تھے، آپ سخت گرمی کے موسم میں گجرات تشریف لائے تھے، ایک آدمی آ کر پنکھا جھلنے لگا تو حضرتؒ نے فرمایا کہ پنکھا کیوں جھل رہے ہو؟ تو اس نے کہا کہ حضرت! گرمی بہت زیادہ ہے، اس لیے جھل رہا ہوں تو حضرتؒ نے فرمایا کہ یہ سب بیٹھے ہوئے ہیں، یہ انسان نہیں ہیں؟ انھیں گرمی نہیں لگتی؟ چالیس پچاس پنکھے لے آؤ، سب کو ایک ایک دو پھر مجھے دو، یہ کہہ کر حضرتؒ نے روک دیا۔

ایسی سخت مجاہدے کی زندگی تھی، وہ چاہتے تھے کہ مسلمان ایسی زندگی گذاریں کہ کسی بھی حالت میں وہ بے چین نہ ہو اور کسی کا محتاج نہ بننا پڑے۔ کسی کو جنگلہ (دروازہ) بھی کھولنے نہ دیتے۔ عمارت اور مکان کا دروازہ یا گیٹ ہوتا ہے، جب کوئی بڑا آدمی آتا ہے تو کچھ لوگ آگے بڑھ کر اس جنگلے اور دروازے کو کھول دیتے ہیں، حضرتؒ اپنے لیے اس کو بھی پسند نہیں کرتے تھے، اگر کسی نے اس طرح آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو حضرت رک جاتے تھے، آگے نہیں بڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ آپ نے مجھے اتنا کمزور سمجھ رکھا ہے کہ میں دروازہ بھی نہ کھول سکوں۔

یہ اللہ والے ہیں، ان کی زندگیاں ہمارے لیے بہت ہی قابل تقلید ہیں۔

دَورِ قدیم کے بجائے دورِ رواں کے واقعات بیان کرنے کی وجہ

اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بات، حضراتِ تابعین رحمۃ اللہ علیہم کی بات، حضرات ائمہ حدیث رحمۃ اللہ علیہم کی بات، حضراتِ ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کی بات، ان لوگوں کے واقعات سن کر کبھی ہم سوچتے ہیں کہ یہ تو بہت قدیم دَور کی بات ہے، ہمارے لیے ان کی تقلید ممکن

نہیں ہے،اس لیے میں آپ کو اِس دور کے اولیاء کے واقعات سنا رہا ہوں تا کہ ہمارے پاس یہ بہانہ نہ رہے کہ یہ خیر القرون کے لوگوں کی باتیں ہیں،یہ تو ان بزرگوں کی باتیں ہیں جنھیں ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ کا ذکرِ خیر

حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ عجیب وغریب شخصیت کے مالک تھے،ایک مرتبہ ہم حضرت قاری صاحبؒ کے ساتھ ویراول (Veraval) سے سے نکلے، پندرھویں شعبان تھی ،مولانا غلام صاحب وستانوی بھی ساتھ تھے، ہم لوگ تو سو گئے، حالاں کہ پندرھویں شعبان تھی؛ لیکن ہم لوگ تھکے ہوئے تھے کہ جلسے میں دن گذرا تھا اور وہاں سے احمد آباد جانے کے لیے دیر سے گاڑی چلی تھی ،حضرتؒ بیت الخلاء گئے اور وہاں جوٹب ہوتا ہے،اس سے وضو کیا اور باہر آ کر نماز شروع فرمادی اور پھر تہجد کا وقت ہوا تو آپ ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ بھائی! دو چار رکعت پڑھ کر دعا کرلو، ہم فوراً اٹھ گئے، وضو کیا،نماز پڑھی اور پھر حضرتؒ نے ہمیں بلایا اور فرمایا کہ آیئے! ہم سب مل کر دعا کریں۔

یہ حضرات تھے کہ دن بھر کی مشغولیوں میں تھکے ماندے ہونے کے باوجود رات رات بھر اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور روتے، گڑگڑاتے اور اپنے معمول میں ذرا بھی فرق نہیں آنے دیتے تھے۔

اور کھانا؟ دسترخوان پر بہترین کھانے چنے ہوئے ہیں؛ لیکن اس کی طرف توجہ بھی نہیں۔

دمّن میں شادی تھی، شادی والے گھر سے بہترین کھانا آیا تھا، انواع واقسام کے کھانے تھے، ان میں دال چاول بھی تھے، حضرتؒ نے دال کا پیالہ لیا اور اس میں اپنی انگلی پھیری، چمچ بھی نہیں مانگی اور اسے منہ سے لگایا اور فرمایا کہ مولوی صاحب! ہمارا کھانا تو ہوگیا، اب آپ کھایئے، یہ سب آپ حضرات کے لیے ہے۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں عربی کے شاعر نے کہا ہے:ـــ

أولئک آبَائِي فَجِئنِي بِمِثْلِهِمْ إِذا جَمَعَتْنَا يَا جَرِيرُ الْمَجَامِعُ (۱)

یہ ہیں ہمارے باپ دادا، ایسا کوئی لا کر تو بتلائے، یہ ہمارے مقتدیٰ ہیں، یہ ہماری کوتاہی ہے کہ ہم اپنے بزرگوں کے احوال کو نہیں پڑھ رہے ہیں، ان کے حالات پڑھنے چاہئیں، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی، حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب دہلوی، حضرت سید احمد شہید صاحب، حضرت شاہ اسماعیل شہید صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ۔

حضرت شاہ اسماعیل شہید صاحبؒ کا مجاہدہ

میں نے کسی کتاب میں پڑھا تھا کہ حضرت شاہ اسماعیل شہید صاحبؒ گرمی کے موسم میں دہلی کی جامع مسجد میں گرم گرم پتھر پر چکر لگایا کرتے تھے اور یہ جہاد کی تیاری کے لیے تھا، وہاں لال پتھر ہیں جو بہت گرم ہو جاتے ہیں اور ایسا اس لیے کرتے تھے کہ جہاد کے دوران گرم زمین اور پتھر پر چلنے پھرنے میں آسانی ہو۔

(۱) قاله أبو فراس همام بن غالب التميمي الشهير بالفرزدق (م ۱۱۰ھ)

ایک مرتبہ میں دہلی گیا تو مجھے شوق ہوا کہ حضرت شاہ اسماعیل شہید صاحبؒ ان پتھروں پر چلتے تھے تو ذرا ہم بھی چلیں، میں نے اس پر قدم رکھا تو اتنے سخت گرم تھے کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں پیروں پر آبلے تو نہیں پڑ گئے پھر میں بھاگتے بھاگتے حوض پر گیا اور اس میں پیر ڈال دیے اور میں نے سوچا کہ یا اللہ! یہ کیسے لوگ تھے جو ایسے گرم پتھر پر ننگے پیر چکر لگاتے تھے۔

سخت مجاہدے والی زندگی گذارتے تھے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات کو بہت قوی رکھتے تھے، دائماً اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا مضبوط تعلق تھا، تب ان کی باتوں میں تاثیر بھی ہوتی تھی کہ وہ کوئی بات کہتے تھے تو لوگ اس سے متأثر ہوتے تھے، ہم لوگوں کے لیے صرف باتیں ہی باتیں ہیں، عمل کے سلسلے میں ہم بہت پیچھے ہیں۔

اس لیے میرے عزیز دوستو! اور بطور خاص میں اپنے طالب علم بھائیوں سے عرض کروں گا کہ اپنے اکابر اور بزرگوں کے حالات کو غور سے پڑھو اور کوشش کرو کہ ہماری زندگی بھی ان کے نقش قدم پر آجائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

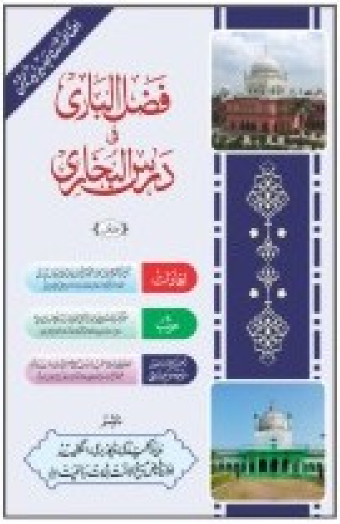
دعا بر ختم اجلاس

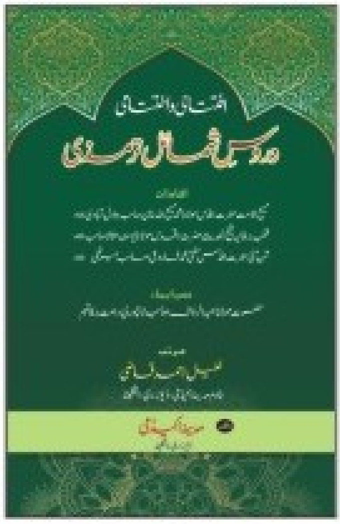
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلی سَيِّدِنَا وشَفِيعِنَا وَحَبِيْبِنَا ومَولاَنا مُحمَّدٍ وعَلى آلِه وأصْحَابِه وسَلِّمْ تَسْلِيْما كَثيراً كثيراً، اَللّٰهُمَّ لا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ، اللَّهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وتَرْضَى واجْعَلْ آخِرَتَنَا خَيراً مِنَ الأُولىٰ، اَللّٰهُمَّ ربَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وانصُرْنا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ، اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُکَ رِضَاکَ والجَنَّةَ ونَعُوذُ بِكَ مِنْ سَخَطِكَ وغَضَبِكَ والنَّار، اَللّٰهُمَّ اقْسِم لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُولُ بِه بَيْنَنَا وبَينَ مَعَاصِيكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ ماتُبَلِّغُنَا بِه جَنَّتَكَ، ومِنَ الْيَقِيْنِ ماتُهَوِّنُ بِه عَلَيْنا مَصَائِبَ الدُّنيا، اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا، وَأَبْصَارِنَا، وَقُوَّتِنَا مَا أَحيَيْتَنَا واجْعَلْهُ الوَارِثَ مِنَّا، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ثَأْرَنَا على مَنْ ظَلَمَنَا وانْصُرْنَا عَلى مَنْ عادَانَا، اَللّٰهُمَّ لا تَجْعلْ مُصِيبَتَنا فِي دِينِنَا، وَلا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أكبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لاَ يَرْحَمُنَا، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَى رُسُلِكَ وَلا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِنَّكَ لا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ.

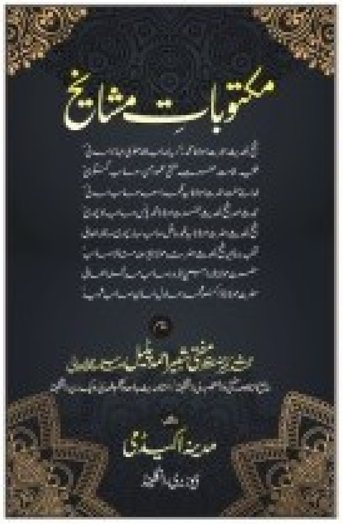
اے اللہ! ہمارے چھوٹے بڑے سارے گناہوں کو معاف فرما۔ ہمارے قلوب میں دنیا کی محبتیں چھا گئی ہیں ۔اے اللہ! ہمارے قلوب کو صاف فرما، اپنی محبت عطا فرما، آخرت کا فکر عطا فرما۔ اے اللہ! یہاں تیرے نیک بندوں کا ذکر ہوتا ہے، یا اللہ! ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی ہمیں توفیق عطا فرما۔ یا اللہ! یہ دینی ادارے جو مختلف جگہوں پر قائم ہیں، تو ہر طرح ان کی حفاظت فرما۔ یا اللہ! یہ دین کے مراکز ہیں، یہ اسلام کے قلعے ہیں ۔ یا اللہ! تو ان کی حفاظت اور ترقی کے اسباب پیدا فرما۔ یا اللہ! ان کے بنانے والوں اور ان کا تعاون کرنے والوں کو بہترین بدلہ

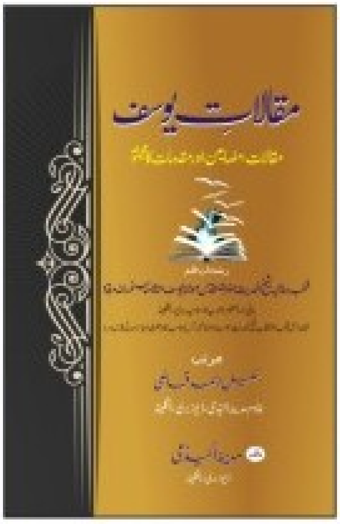
عطا فرما۔ یااللہ! یہاں کے اساتذہ کی محنتوں کو قبول فرما۔ یااللہ! پڑھنے والوں کی نیتوں میں اخلاص پیدا فرما۔ یااللہ! ہم علم کو اکتسابِ زر کے لیے نہ حاصل کریں، تیری خوشنودی و رضامندی اور تیری ذات کی معرفت کے لیے علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! تمام امت پر رحم و کرم کا معاملہ فرما۔ یااللہ! اس وقت امت مختلف آزمائشوں میں پھنسی ہوئی ہے، یااللہ! تو ہی کرم فرما، رحم فرما، یااللہ! اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرما، اے اللہ! ہدایت کے دروازوں کو کھول دے۔ ساری مخلوق تیری ہی مخلوق ہے، تو سب کو ہدایت نصیب فرما۔ اے اللہ! امن و امان کی فضا قائم فرما۔ اے اللہ! جن کی وجہ سے زمین میں فساد پھیل رہا ہے اور جن کی تقدیر میں تیرے علم میں ہدایت نہیں ہے، تو ان کو چُن چُن کر ہلاک فرما۔ یااللہ! تو ہماری حفاظت فرما۔ ہماری نسلوں کی حفاظت فرما۔ یااللہ! ہماری اولاد کی حفاظت فرما، علم دین سے ان کو مالا مال فرما۔ اے اللہ تقوے کی زندگی نصیب فرما، تقوے کی زندگی سے ہمیں آراستہ فرما۔ یااللہ، آخرت کا فکر ہمارے قلوب میں پیدا فرما۔

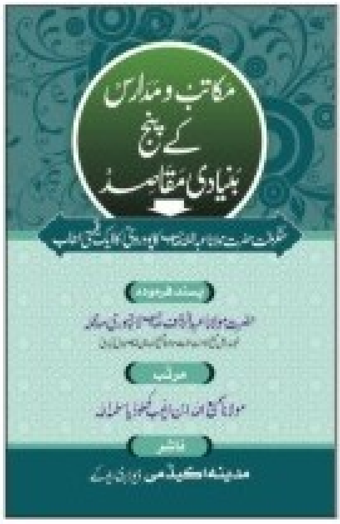
اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، وصَلى اللّٰهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ، بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

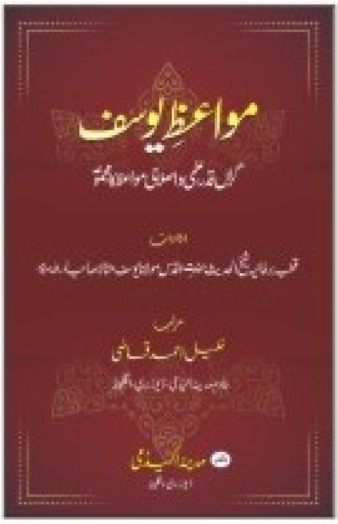

فضل الباری
درس البخاری

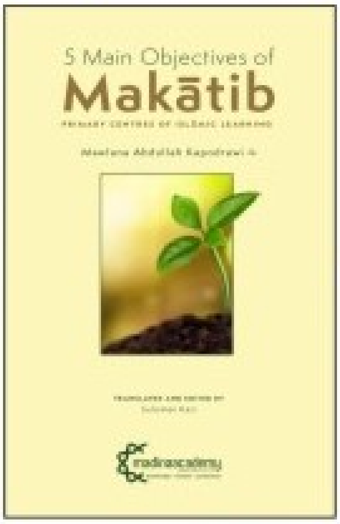


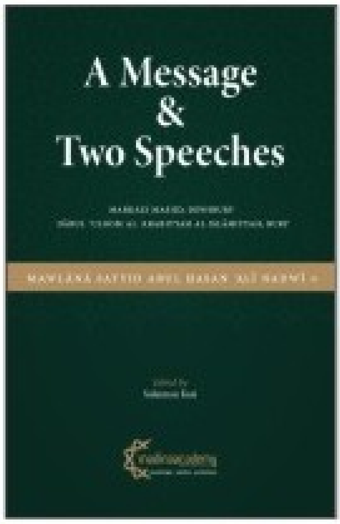

مکتوباتِ مشائخ


مقالاتِ یوسف


مکاتب و مدارس
کے پنج
بنیادی مقاصد


مواعظِ یوسف


5 Main Objectives of
Makātib
madinaacademy


A Message
&
Two Speeches
madinaacademy


Rules
Governing
Knowledge
madinaacademy